126254 ـ مہر اور گواہوں کے بغیر شادی کر لی اور اب اپنے ملك ساتھ لے جانے سے بھی انكار كرتا ہے

سوال

میں مسلمان عورت ہوں اور جاپان میں رہتی ہوں، یہاں كچھ معاملات كے لیے آئے ہوئے ایك سعودی شخص سے میرا تعارف ہوا میں نے اس سے شادی كر لی لیكن نہ تو اس شادی میں گواہ تھے اور نہ ہی اس نے مجھے كوئی مہر دیا، صرف بعض اوقات وہ مجھے كوئی چیز بطور تحفہ اور ہدیا دیتا تھا، یہ علم میں رہے كہ وہ سعودیہ میں شادی شدہ ہے، میں نے اسے كہا كہ وہ مجھے اپنے ساتھ سعودی عرب لے جائے، یا پھر كسی ایسی قریب جگہ جہاں قریب رہ كر زندگی بسر كی جا سكے، لیكن وہ انكار كرتا ہے اور كہتا ہے ایسا ممكن ہی نہیں، میں بہت پریشان ہوں، اس لیے آپ یہ بتائیں كہ اس پر میرا حق كیا ہے اور میں اس سے كس چیز كا مطالبہ كر سكتی ہوں ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

اول:

نكاح میں نكاح كے اركان اور شروط كا ہونا ضروری ہے اس میں عورت كا ولی، اور دو گواہ شامل ہیں، اس لیے اگر نكاح میں ولی اور گواہ نہ ہوں اور لوگوں میں نكاح كا اعلان نہ كیا جائے تو یہ نكاح صحیح نہیں ہے.

اور اگر نكاح میں صرف ولی نہ ہو تو جمہور علماء كے ہاں نكاح صحیح نہیں، لیكن بعض فقہاء كے ہاں صحیح ہے، اور اگر گواہ نہ ہوں لیكن لوگوں میں اعلان كیا گیا ہو تو بعض اہل علم كے ہاں یہ اعلان ہی كافی ہے.

اور پھر مسلمان عورت كے ولی كا مسلمان ہونا ضروری ہے اور اس كا ولی اس كا بیٹا اگر ہو اس كے بعد اس كا باپ پھر دادا پھر اس كا بھائی ولی ہوگا، اسی طرح عصبہ شخص جو قریبی ہے اس كے بعد اس كے بعد والا.

اور اگر اس كا ولی مسلمان نہ ہو تو مسلمان قاضی اس كی شادی كریگا، اور اگر مسلمان قاضی بھی نہ ہو تو پھر اسلام سینٹر كا چئرمین وغیرہ اس كی شادی كریگا، یا پھر اس كی رضامندی سے عام كوئی بھی مسلمان شخص اس كا نكاح كریگا.

عورت كے لیے مہر كا ہونا ضروری ہے چاہے تھوڑا ہی ہو اور اگر عقد نكاح میں مہر ذكر نہ كیا گیا ہو تو نكاح صحیح ہے لیكن اسے مہر مثل ملےگا؛ یعنی اس كے لیے اتنا مہر دینے كا حكم دیا جائیگا جتنا اس طرح كی عورتوں

کو اس کے علاقے میں مہر دیا جاتا ہے.

چاہے آپ کا نکاح صحیح ہے یا فاسد مہر آپ کا حق ہے، اور اگر آپ کا بچہ پیدا ہوا ہو تو اسے اس کی باپ کی طرف منسوب کیا جائیگا.

اور ولی اور گواہ اور اعلان نہ ہونے کی حالت میں نکاح فاسد ہونے کی صورت میں آپ کو چاہیے کہ اس شخص کو اپنے قریب مت آنے دیں، حتی کہ صحیح نکاح نہ ہو جائے، اور پھر نکاح کی تصدیق اور معاملات آپ کے ملك میں سعودی سفارت خانہ سے ہونی چاہیے تا کہ مستقل میں آپ اور آپ کی اولاد کے حقوق محفوظ رہیں.

دوم:

خاوند کو چاہیے کہ وہ بیوی کے شان شایان رہائش کا انتظام کرے، اور جتنے اخراجات کی محتاج ہے وہ بھی اس کو دے، بیوی کو ایسے علاقے اور ملك میں نہ چھوڑے جہاں وہ محفوظ نہیں اور نہ ہی بیوی کی رضامندی کے بغیر چھ ماہ سے زائد اس سے دور رہے، اور جہاں اس سے شادی کی ہے وہاں اس کا کام اور ملازمت یا تعلیم یا تجارت وغیرہ ختم ہو جائے اور وہ اپنے ملك جانا چاہے تو اس پر واجب ہے کہ وہ بیوی کو اپنے ساتھ لائے، اور کم از کم اسے اس شہر کے قریب دوسرے شہر میں رکھے جہاں اس کی دوسری بیوی رہتی ہے، تا کہ پہلی بیوی کے ساتھ معاملات کو صحیح کر سکے.

اگر وہ بیوی کو اس کے حقوق دینے سے انکار کرے، یا پھر اپنے ساتھ لےجانے سے انکار کرتا ہے اور جہاں اس نے شادی کی بیوی کو وہیں اس مدت جو ہم بیان کر چکے ہیں سے زیادہ چھوڑنا چاہے اور بیوی اس پر راضی نہ ہو تو بیوی کو طلاق طلب کرنے کا حق حاصل ہے.

ہم ان مسلمان عورتوں کو جو آپ جیسے ممالك میں رہتی ہیں انہیں نصیحت کرتے ہیں، اور ان عورتوں کے اولیاء کو بھی ہماری نصیحت ہے کہ جو بھی ان سے شادی کرنا چاہے وہ اس کے متعلق مکمل طور پر تحقیق اور باز پرس کر لیں تا کہ ان کی بیٹیوں کو وہ لوگ دھوکہ نہ دیں جو ان کے ملك میں تجارت یا تعلیم یا سیر و سیاحت کے لیے آئے ہیں.

کیونکہ بہت سارے ایسے افراد شادی کے معاملہ میں سنجیدہ نہیں ہوتے، اور نہ ہی وہ اسے پختہ عہد اور گھر بنانا چاہتے ہیں کہ ایك نئے خاندان کی بنیاد رکھی جائے، بلکہ ان کا ارادہ اور نیت تو صرف اپنی شہوت پوری کرنا اور عیش و عشرت ہوتی ہے.

اس لیے جب وہ اپنی ضرورت پوری کر لیتے ہیں تو وہ ملك چھوڑ کر چلتے بنتے ہیں اور بیوی کو وہیں چھوڑ کر بعض اوقات اولاد بھی وہیں چھوڑ کر انہیں پوچھتے تك بھی نہیں لیکن:

عنقریب اللہ تعالی انہیں پوچھےگا جو کچھ وہ کر رہے ہیں المآئدۃ (14).

واللہ اعلم .